مولانا محمد طیب کشمیری

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کا تاریخی فتویٰ

آزاد کشمیر کے بزرگ اور مجاہد عالم دین امیر شریعت حضرت مولانا محمد عبد اللہ کفل گڑھیؒ کے لائق فرزند حضرت مولانا قاضی بشیر احمد صاحب نے حضرت مرحوم کے حالات زندگی اور خدمات کو "حیات امیر شریعت" کے نام سے مرتب کیا ہے جس میں ان کی علمی ودینی خدمات اور تحریک آزادی میں ان کے مجاہدانہ کردار کو موثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ چار سو کے لگ بھگ صفحات پر مشتمل یہ مجلد کتاب دائرے المعارف کراچی نے شائع کی ہے اور اس کی قیمت ڈیڑھ سو روپے ہے۔ اس کتاب پر ہمارے فاضل دوست اور جامع مسجد سبیل گورو مندر چوک کراچی کے خطیب مولانا محمد طیب کشمیری فاضل نصرۃ العلوم نے کم وبیش ڈیڑھ سو صفحات کا وقیع مقدمہ تحریر کیا ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے حضرت مولانا عبد اللہ کفل گڑھیؒ تک کے مجاہدین آزادی کی مسلسل جدوجہد کے تاریخ کے مستند ماخذ کے حوالہ سے مرحلہ وار تذکرہ پر مشتمل ہے اور اس طرح انہوں نے تحریک آزادی میں علماء حق کے کردار کے بارے میں اچھا خاصا مواد یکجا کر دیا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ مقدمہ بجائے خود ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے اور اگر اس کی الگ اشاعت کا اہتمام بھی ہو جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اس مقدمہ کا پہلا حصہ جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور حضرت شاہ عبد العزیز دہلویؒ کے دور سے متعلق ہے' ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

ہندوستان پر جب انگریزی حکومت نے تغلب کیا تو سب سے پہلے کون تھا جس نے قانون اسلام کی پیروی کرتے ہوئے ہندوستان کو دوبارہ دارالاسلام بنانے کی سعی کی؟ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر کے بعد جب ہندوستان کی حکومت کو گھن لگنا شروع ہوا اور اس میں ابتری پیدا ہوئی تو حضرت شاہ ولی اللہ نے نہ صرف یہ کہ اس کو محسوس کیا بلکہ اپنی تصانیف اور تحریرات کے ذریعہ شہنشاہیت کے خلاف آواز بلند کی اور سیاسی نظام کی اصلاح کے لیے پوری فراست ایمانی اور سیاست دانی کا ثبوت دیتے ہوئے اس کے اسباب وعلل پر بڑی دیدہ وری اور جامعیت کے ساتھ بحث کی اور حکومت' امراء' وزرا اور سوسائٹی کے دوسرے طبقات کو مخاطب کر کے ایک پروگرام دیا جس کا متن سید سلیمان ندوی ؒ کے الفاظ میں یہ ہے۔

"ہندوستان پر اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہوئی کہ عین تنزل اور سقوط کے آغاز میں شاہ ولی اللہ ؒ کے وجود نے مسلمانوں کی اصلاح کی دعوت کا ایک نیا نظام مرتب کر دیا تھا۔" (مولانا سندھی ؒ کے افکاروخیالات پر ایک نظر ص ۹)

اس متن کی شرح مولانا موصوف ہی سے سننے کے لائق ہے۔

"دلی میں اسلامی حکومت کا آفتاب غروب ہو رہا تھا تو اسی کے مطلع سے ایک اور آفتاب طلوع ہو رہا تھا۔ یہ شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ کا خاندان تھا۔ سچ یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ کی پیشن گوئی کے مطابق اس کے بعد جس کو ملا' اسی دروازہ سے ملا۔ ہندوستان میں رد بدعات کا ولولہ' ترجمہ قرآن پاک کا ذوق' صحاح ستہ کا درس' شاہ اسماعیل ؒ اور مولانا سید احمد بریلوی ؒ کا جذبہ جہاد' فرق باطلہ کی تردید کا شوق' دیوبند کی تحریک' ان میں سے کون سی چیز ہے جس کا سررشتہ اس مرکز سے وابستہ نہیں"۔ (حیات شبلی ص ۲۹۸)

پھر آپ کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز ؒ کے زمانہ میں دہلی کے حالات اور زیادہ بگڑے اور "حکومت شاہ عالم از دہلی تا پالم" کی مثل صادق آنے لگی۔ انگریزوں کا اقتدار اور ان کا ظلم وستم اور اس کے بالمقابل لال قلعہ کے بادشاہ کی طاقت وقوت کا اضمحلال روز افزوں ہو گیا۔

اس صورت حال کے پیش نظر انگریز حکمرانوں کے خلاف سب سے پہلے جس شخص نے آواز بلند کی' وہ شاہ عبدالعزیز ؒ تھے جنہوں نے مسلمانوں کو ابھارا' ان کے جبن اور بزدلی کو دور کیا' ان کے اندر جذبہ جہاد پیدا کیا' انہیں حوصلہ دیا' انہیں دلائل وبراہین سے مسلح کیا' ان کی لکنت اور تھوتھلے پن کو دور کیا' بنیادی ضروریات کے حصول کے لیے انہیں ہمت وجرات سے آگے بڑھنے اور غصب شدہ حقوق حاصل کرنے کی تلقین کی' انہوں نے عوام کے اندر یہ احساس پیدا کیا کہ وہ اگر تیار ہو جائیں تو سارے مصائب کا علاج ممکن ہے۔

پھر حضرت شاہ صاحب ؒ نے اسی ترغیب وتاکید اور تبلیغ پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ قرآن وسنت کی روشنی میں ہندوستان کے "دارالحرب" ہونے کا باضابطہ فتویٰ بھی دیا۔ اصل فتویٰ فارسی زبان میں ہے' اختصار کے پیش نظر اس وقت اس کے ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔

"یہاں رؤساء نصاریٰ (عیسائی افسران) کا حکم بلا دغدغہ اور بے دھڑک جاری ہے اور ان کا حکم جاری اور نافذ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ملک داری' انتظامات رعیت' خراج' باج عشرومال گزاری' اموال تجارت'

ڈاکوؤں اور چوروں کے انتظامات' مقدمات کا تصفیہ' جرائم کی سزاؤں وغیرہ (یعنی سول' فوج' پولیس' دیوانی' اور فوجداری معاملات' کسٹم اور ڈیوٹی وغیرہ) میں یہ لوگ بطور خود حاکم اور مختار مطلق ہیں' ہندوستانیوں کو ان کے بارے میں کوئی دخل نہیں۔ بے شک نماز جمعہ' عیدین' اذان اور ذبیحہ گاؤ جیسے اسلام کے چند احکام میں وہ رکاوٹ نہیں ڈالتے لیکن جو چیز ان سب کی جڑ اور حریت کی بنیاد ہے (یعنی ضمیر اور رائے کی آزادی اور شہری آزادی) وہ قطعاً" بے حقیقت اور پامال ہے چنانچہ بے تکلف مسجدوں کو مسمار کر دیتے ہیں۔ عوام کی شہری آزادی ختم ہو چکی ہے' انتہا یہ کہ کوئی مسلمان یا غیر مسلم ان کی اجازت کے بغیر اس شہر یا اس کے اطراف وجوانب میں نہیں آسکتا۔ عام مسافروں یا تاجروں کو شہر میں آنے جانے کی اجازت دینا بھی ملکی مفاد یا عوام کی شہری آزادی کی بنا پر نہیں بلکہ خود اپنے نفع کی خاطر ہے۔ اس کے بالمقابل خاص خاص ممتاز اور نمایاں حضرات مثلاً" شجاع الملک اور ولایتی بیگم ان کی اجازت کے بغیر اس ملک میں داخل نہیں ہو سکتے۔ دہلی سے کلکتہ تک انہی کی عمل داری ہے' بے شک کچھ دائیں بائیں مثلاً" حیدر آباد' لکھنؤ' رام پور میں چونکہ وہاں کے فرمانرواؤں نے اطاعت قبول کر لی ہے' براہ راست نصاریٰ کے احکام جاری نہیں ہوتے (مگر اس سے پورے ملک کے دارالحرب ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا) (فتاویٰ عزیزی فارسی صفحہ ۱۷ بحوالہ علماء ہند کا شاندار ماضی جلد ۲ صفحہ ۸۰ و ۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ ص ۱۰)

ایک دوسرے فتویٰ میں بھی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے مخالفوں کے اعتراضات کا جوب دیتے ہوئے ہندوستان کا دارالحرب ہونا ثابت کیا۔ (فتاویٰ عزیزی فارسی ص ۱۰۵ بحوالہ شاندار ماضی ج ۲ ص ۸۰)

کسی ملک کے "دارالحرب" ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اب اس ملک کی باگ ڈور اور اقتدار کافروں کے پاس جا چکا ہے' قانون سازی کے اختیارات کافروں کے پاس ہیں' اسلام اور شعائر اسلام کا احترام ختم ہو چکا ہے' مسلمانوں کے بنیادی حقوق کا خاتمہ ہو چکا ہے اور ان کی شہری آزادی سلب کر لی گئی ہے اس لیے ان حالات میں مسلمانوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے اور کافر حکمرانوں کا مقابلہ اور ان سے مقاتلہ اب مسلمانوں پر ضروری ہو گیا ہے۔

چنانچہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف جتنی تحریکیں چلیں' معرکے ہوئے' جنگیں ہوئیں اور لڑائیاں لڑی گئیں' ان سب کی بنیاد یہی فتویٰ ہے۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی اس تاریخی فتوے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"شاہ عبدالعزیزؒ نے ہندوستان کو "دارالحرب" قرار دے کر غیر ملکی اقتدار کے خلاف سب سے پہلا اور سب سے زیادہ موثر قدم اٹھایا۔ اس فتوے کی اہمیت کو وہ لوگ سمجھ سکتے ہیں جو "دارالحرب" کے صحیح مفہوم کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی سیاست پر خاندان ولی اللہ کے اثرات کا بھی کچھ علم رکھتے ہوں۔ سید احمد شہیدؒ مولانا اسماعیل شہیدؒ نے اپنے سیاسی فکر میں انگریزی اقتدار کو جو درجہ دیا تھا' اس کی بنیاد یہی فتویٰ تھا" (۱۸۵۷ء کا تاریخی روز نامچہ ص ۱۱)

جس طرح شہنشاہیت کے خلاف چلائی جانے والی تحریک کے بانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے شہنشاہیت کے خلاف ہر طبقہ کے لوگوں کو ابھارنے میں بنیادی کردار ادا کیا' اسی طرح ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے والے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ مجاہد اول ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اس فتویٰ کے ذریعہ مسلمانوں میں جذبہ جہاد پیدا کرنے کی سعی بلیغ کی وہاں اسی فتویٰ کے ذریعہ مسلمانوں کو غلامی اور محکومی کا جوا اپنے کندھوں سے اتار پھینکنے کی تاکید شدید بھی کی۔

مولانا مفتی نسیم احمد قاسمی مظفر پوری رفیق مجمع الفقہ الاسلامی (الہند) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اور ان کے جاری کردہ فتویٰ کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ شیخ الاسلام شاہ ولی اللہ کے چشم و چراغ اور ان کے علوم و معارف کے وارث و امین ہیں۔ شاہ ولی اللہ ہی کے زمانہ میں خاندان مغلیہ زوال سے دوچار ہونے لگا تھا اور شاہ عبدالعزیز کے زمانہ میں خاندان مغلیہ کا چراغ ہمیشہ کے بلیے بے نور ہو گیا اور ہندوستان کی قسمت اور اس کے تاج شاہی کی مالک ایک بدیسی قوم انگریز بن گئی۔ تبھی جب انگریز پوری طرح ہندوستان پر قابض ہو گئے تو مفکر اسلام شاہ عبدالعزیز تڑپ اٹھے اور بلا خوف لومۃ لائم یہ فتویٰ دیا کہ ہندوستان انگریزوں کے تسلط کی وجہ سے دارالحرب بن گیا اور مختلف دلائل و شواہد سے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کو ثابت فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان کے دار الحرب ہونے کا نہایت مفصل فتویٰ صادر کیا۔

شاہ صاحب نے اپنے اس فتویٰ میں ہندوستان کی شرعی حیثیت کے تعین کے ساتھ ساتھ بہت سارے شکوک وشبہات کا ازالہ بھی کیا ہے اور دارالحرب کی تعریف بیان فرما کر واضح کیا کہ محض بعض احکام اسلام مثلاً جمعہ وعیدین' تلاوت اور گاؤ کشی پر پابندی عائد نہ کرنے کی وجہ سے دارالحرب دارالاسلام نہیں بنتا۔ جن لوگوں نے انگریزوں کے دور اقتدار میں بھی ہندوستان کو دار الاسلام قرار دیا ہے' ان سب نے اسی سے استدلال کیا ہے کہ بعض احکام اسلام مثلاً" جمعہ و عیدین ہندوستان میں اس وقت بھی باقی اور جاری تھے اور جب تک کسی ملک میں اسلام کے بعض احکام بھی جاری رہیں گے وہ ملک دارالحرب نہیں بنے گا۔ شاہ صاحبؒ نے اسے رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اقتدار اور ملک کی باگ ڈور غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہے اور اس میں اس کے احکام جاری ہوتے ہیں تو وہ ملک دارالحرب

قرار پائے گا چاہے اس میں اسلام کے بعض احکام جاری ہوں۔"
(مجلہ فقہ اسلامی سیمینار نمبر ۲ ص ۲۵۱)

اسی مسئلہ کو مزید وضاحت کے ساتھ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن خیر آبادی مفتی دارالعلوم دیوبند مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"بہر حال کسی شہر یا ملک کے دارالاسلام یا دارالحرب ہونے کا مدار محض غلبہ و شوکت اور نظام احکام پر ہے اگر وہاں مسلمانوں کا غلبہ ہے تو وہ دارالاسلام ہے اور کفار و مشرکین کا غلبہ ہے تو وہ دارالحرب ہے اگر کسی جگہ مسلمان بھی رہتے ہوں لیکن انہیں اقتدار اعلیٰ اور غلبہ و شوکت حاصل نہ ہو تو اسے دارالاسلام نہیں کہتے ورنہ جرمنی' فرانس' روس اور چین کو بھی دار الاسلام کہا جائے گا اسی طرح جمعہ وعیدین کفار و مشرکین کی اجازت سے ادا کیے جانے پر بھی اسے دارالاسلام نہیں کہیں گے جس طرح دارالاسلام میں ذمی کفار اپنی تمام رسوم آزادی سے ادا کریں تو اسے دارالحرب نہیں کہیں گے۔" (ایضاً" ص ۲۴۷)

اسی موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب مدظلہ صدر مفتی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں۔

"وہ مملکت جہاں مسلمانوں کو اس قسم کا اقتدار (غلبہ و شوکت) حاصل نہ ہو خواہ مسلمان وہاں ہر طرح امن واطمینان سے رہتے ہوں' وہاں کے سیاسی اور غیر سیاسی کاموں میں حصہ لیتے ہوں' اس کو اپنا وطن بھی سمجھتے ہوں اور باشندہ ملک کی حیثیت سے اس کی حفاظت و ترقی کو بھی اپنا فرض سمجھتے ہوں' اس کے لیے ایثار و قربانی بھی کر دیتے ہوں' مسلمان کی حیثیت سے یا مسلمانوں کی اجتماعی طاقت کی بنا پر نہیں بلکہ ایک شہری کی حیثیت سے وہ اقتدار اعلیٰ میں حصہ لے سکتے ہوں' مثلاً" رئیس جمہوریہ یا وزیر اعظم بن سکتے ہوں مگر احکام اسلام جاری نہ کر سکتے ہوں' جرم و سزا اور اقتصادی مسائل' کرنسی اور شرح تبادلہ وغیرہ کے سلسلے میں احکام اسلام کو قانون نہ بنا سکتے ہوں بلکہ ان میں (یعنی ان مسائل وغیرہ میں) اس ملک کے قوانین کے پابند ہوں تو وہ دارالاسلام نہیں ہے۔" (نظام الفتاویٰ ص ۱۹۹ ج ۲)

غرضیکہ غیر ملکی اقتدار کے خاتمے اور ہندوستان کی آزادی کے لیے بنیادی کردار اگر کسی نے ادا کیا ہے' تو وہ خاندان ولی اللہ کا کردار ہے جس نے ہندوستان پر غیر ملکیوں کے قابض ہونے اور اس کی اسلامی حیثیت کے ختم ہونے پر سب سے پہلے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دے کر مسلمانوں کے اندر غیر ملکیوں' غیر مسلموں' ظالموں اور سفاکوں کے خلاف جذبہ جہاد پیدا کرنے اور علم بغاوت بلند کرنے میں اہم کردار کیا ہے۔

بقیہ: عالمی منظر

علامہ اقبال کے ایک خط کا ترجمہ بھی شائع کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے اس خط میں قادیانیت کے بارے میں اپنی رائے کھل کر دی اور لکھا ہے کہ "احمدی اسلام اور ہند دونوں کے غدار ہیں"

مترجم ملک اشفاق نے اس خط میں تحریف کر کے مفہوم یکسر الٹ دیا اور لکھا "احمدیوں اور مسلمانوں میں زیادہ اختلاف نہیں ہیں نہ ہی احمدی اسلام اور نہ ہی ہندوستان کے لیے دہشت گرد ہیں" مستزاد یہ کہ مترجم نے اس خط کے چند اہم حصے جن میں قادیانیت کے بارے میں علامہ کے عقائد کی صحیح ترجمانی ہوتی ہے' حذف کر دیے ہیں۔ ہم نے فکشن ہاؤس کے ترجمے' علامہ اقبال کے انگریزی خط کے متن اور ممتاز صحافی اقبال احمد صدیقی کے ترجمے کا (جو اقبال اکادمی لاہور سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا اور لاہور میں دستیاب ہے) موازنہ کیا ہے اور یہ بالکل عیاں ہے کہ اس اشاعتی ادارہ اور پنڈت نہرو کی کتاب کے مترجم ملک اشفاق نے نہ صرف علامہ اقبال کے خط میں تحریف کی ہے بلکہ قادیانیت کے بارے میں علامہ اقبال کا نرم گوشہ رکھنے کا احساس دلانے کوشش بھی کی ہے۔ اس ارادی دھاندلی کی جتنی بھی مذمت کی جائے' کم ہے۔ یہ جسارت دانستہ اور شعوری ہے جس سے نہ صرف علامہ کا امیج خراب کیا گیا ہے بلکہ اقبال کے ارادت مندوں کے جذبات کو بھی مجروح کیا گیا ہے۔ متذکرہ بالا کتاب کھلے بندوں فروخت ہو رہی ہے۔ حیرت ہے کہ حکومت کے پریس ڈیپارٹمنٹ نے اس کا نوٹس تک نہیں لیا۔ امکان یہ ہے کہ سکولوں اور کالجوں کے بچوں کا ذہن خراب کرنے اور فروغ قادیانیت کے مقصد کے تحت یہ کتاب کالجوں اور سکولوں کی لائبریریوں تک پہنچا دی گئی ہوگی۔ حکومت پنجاب کو اس کا فوری نوٹس لے کر اس کتاب کی فروخت ممنوع قرار دینی چاہئے اور اس کی تمام کاپیاں ضبط کرنے' لائبریریوں سے واپس لینے کے علاوہ مترجم وناشر کے خلاف بھی ایکشن لینا چاہئے۔ علامہ اقبال کے خط کے متن میں تحریف ناقابل معافی جرم ہے۔

(ادارتی شذرہ روزنامہ نوائے وقت لاہور)